مطبوعات

مصنفین اور ناشرین سے بہت معذرت چاہتا ہوں کہ کتابوں کا جتنا بڑا ڈھیر میرے سامنے ہے اس کے لحاظ سے صفحات بہت ہی کم ہیں۔ کئی کئی اہم اور ضخیم کتابوں کو چھوڑ کر چند ضروری اور مختصر مطبوعات پر نوٹ لکھ رہا ہوں۔ خوشنویس صاحب نے آخری لمحے تین چار صفحے کے "مطبوعات" نکال کر سامنے رکھ دیئے کہ بس اب دو تین صفحات رسالہ کے بقدر اور لکھ دیں۔ امید ہے کہ عذر قبول ہو گا۔ (مدیر)

MAN EVOLVED OR CREATED

از جناب احمد خضر زبیری۔ ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی ۱۰۔ سی ۱۶۳۔ منصورہ۔ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی ۳۸۔ انگریزی کتاب —

صفحات: ۱۷ قیمت: نامعلوم۔

اُٹھانے کو تو میں نے یہ پمفلٹ اُٹھا لیا۔ مگر جب پڑھا تو بہت سی باتیں بحث طلب معلوم ہوئیں، اگرچہ میرا دائرہ ٹیکنیکل بحث کا نہیں ہے۔

پمفلٹ نظریہ ارتقاء، حیوانی ارتقاء اور انسانی ارتقاء کے حق میں مؤثر تحریر ہے۔ مگر جس مذہب دشمن فکری ماحول میں مادّی نقطۂ نظر پروان چڑھا اس نے جو علوم پیدا کیے، ان میں سے ایک تو خدا کے وجود کو خارج کر دیا گیا ہے۔ یعنی کائنات ایک خود کار مشینری ہے جس کے ہر حصّے اور ہر مخلوق میں آٹومیٹک طور پر ارتقاء ہو رہا ہے۔ یہاں تک تو بات نظری قصّہ رہتی ہے۔ اس سے آگے یہ ہوا کہ کائنات میں نظم و قانون تو ثابت و واضح ہوتا گیا۔ مگر ناظم و قانون کی کامل نفی کر دی گئی۔ پھر نظریہ ارتقاء کی بناء پہ انسان کا حیوانی تصور نمودار ہوا، جس نے اخلاقی زاویے بدل دیئے، پھر ایک فلسفۂ تاریخ پیدا ہوا

جس میں قوت کے لیے یہ حق تسلیم کیا گیا کہ وہ ضعیف کو محو کر دے۔ تاکہ خیر و خوبی نشو و نما پا سکے۔ پھر طبقوں اور قوموں کے درمیان یہی اصول کارفرما ہوا کہ وہ حیوانی اور معاشی وجوہ سے ہمیشہ باہم آویزاں رہتے ہیں اور کمزور کے لیے قانون بھی ہے کہ ع

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اس طرح خوں ریزی اور انسان آزاری کے لیے وہ اباحیت اور دوسروں سے لوٹ مار کرنے اور ان کے حقوق و املاک چھین لینے کا وہ عالمی نظام نشو و نما پاتا گیا جس کے دردناک نتائج سے دنیا بھر گئی ہے۔ حیوانی یا جسمانی ارتقاء کے قیاسی فلسفے کو خالی نظریہ نہیں آپ فیکٹ بھی مان لیں تو وہ پہلا انسان جس کے متعلق خدا نے کہا تھا کہ "نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ" اس کو اخلاقی و تمدنی زندگی کے لیے تمام حیوانات سے الگ دیکھنا ہوگا اور اس کے اندر "نفخ روح" کی وجہ سے جو امتیازی تجربات پیدا ہوئے اور جنہوں نے اسے خلیفۂ ارض اور تمام حیوانات و اشیاء پر حاکم بنا دیا، اصل توجہ ہمیں ان پر دینی ہوگی۔ اسی کے لیے کہا گیا تھا کہ بات صرف ایک "الوہی چنگاری" تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ تمہیں انتظار کرنا ہوگا: فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ - (البقرہ ۲-۳۸)

ستم یہ ہوا کہ قبلِ شعور کے جسمانی تشکیلی سلسلہ ہائے عمل کو (انسان کے لیے وہ تھے یا نہیں تھے یا دوسروں سے مختلف یا کم و بیش تھے) سامنے رکھ کر دانایانِ فرنگی اور ان کے شاگردانِ مشرق نے انسان کی اخلاقی و تہذیبی زندگی یعنی تاریخ پر بھی اسے قانونِ اعلیٰ بنا کر نافذ کر دیا۔ اس غلطی کی وجہ سے جو تباہیاں دنیا میں پھیلیں، اقوام کو جس طرح ظلم کے غاروں میں پیلا گیا۔ دھوئیں، آگ، خون اور لاشوں کے جو مناظر زمین پر پھیلے وہ کم سے کم یہ تو ثابت کر دیتے ہیں کہ انسان اپنی انسانی زندگی میں ارتقاء سے محروم ہو کر پسپا ہوا۔ اور اگر یہ منطقی نتیجہ تھا جسمانی نظریۂ ارتقاء کا تو پھر وہ نظریۂ جامع و اساسی باطل ہے جو انسانی زندگی سے حُسن و خیر کو سلب کر لے۔

دینی ترُوح کیوں نہیں! | جناب مولانا وحید الدین خان۔ ناشر: رباط العلوم الاسلامیہ۔
۲۶۸۔ عالمگیر روڈ، کراچی۔

بڑے ذہین مولانا ہیں۔ ادبی طرزِ بیان کے ذریعے ابلاغ کی مہارت رکھتے ہیں۔ اپنے سوا شاید ہر ایک سے اختلاف رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی عجیب قسمیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر "اسلام نظر نہیں آتا"۔ اور "حقیقی اسلام کا کہیں وجود نہیں"۔ یہ بیماری ہمارے ہاں اتنی عام ہے کہ ہر اہم فرد اور ادارہ اور گروہ جو اسلام کے لیے کام کرتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ اسلام کہیں نہیں ملتا — اور اس کے آگے ڈلیش پورا کر لیجیے کہ "صرف اپنے ہاں ملتا ہے"۔ اس بیماری نے مسلمانوں سے متحد ہونے کی صفت سلب کر لی ہے۔

فرمایا کہ: "قوم کے اندر بگاڑ انکارِ دین کے نام پر نہیں آتا، بلکہ اقرارِ دین کے جلو میں آتا ہے"۔ وہ فرماتے ہیں کہ "کتاب اللہ کے بجائے کتاب الامانی (من گھڑت تصورات) ان کے دین کا ماخذ بنی ہوئی ہے"۔ ٹھیک تو ہے۔ مگر اس کو مدلل سے بچا کر نکالا کیسے جا سکتا ہے۔ خیر دین کے حوالے سے من گھڑت باتوں کی خاصی تفصیل ہے جو مفید مطالعہ ہے۔

گمراہوں کی ایک قسم یہ بھی بتائی ہے کہ:

"یہی صورت ان لوگوں کے ساتھ پیش آئی کہ جو دین کو اسٹیٹ کے ہم معنی سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ذہن کی وجہ سے دین کو ایک ریاستی نظام کے روپ میں دیکھنے لگے ہیں۔ دین ان کے لیے حکومتی اُمور کا موضوع ہے، نہ کہ حقیقتاً ذاتی اصلاح کا موضوع!"

اب سوال یہ ہے کہ ایک تو جناب والا ہر بحث اور موضوع میں اس خاص گروہ کو ایک جنگلے میں بند کر کے خوب چابک مارتے ہیں۔ پھر تبلیغِ دین شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے پچھلا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

میں اِن دانشور اور ادیب اور عالم اور صوفی مولانا سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں کہ جن لوگوں کو آپ نشانۂ نوکِ قلم و نوکِ زبان بنا رہے ہیں اُن کے جمع کردہ اور تیار کردہ بیشتر افراد زیادہ سے زیادہ پہلوؤں میں مومن، عبادت گزار، معاملات کے دیانت دار اور دعوتِ حق کو پھیلانے کے لیے حُسنِ گفتار سے کام لینے والے ہیں۔ ہاں دعوت کے رُو سے وہ یہ بتاتے ہیں کہ اسلام

مقید و محکوم رہنے کے لیے نہیں، محرابوں اور منبروں سے باہر کا سارا میدانِ تگ و تاز بھی اس کا ہونا چاہیے۔ وہ بھکشو پیدا کرنے نہیں آیا، شاہد اور مجاہد پیدا کرنے آیا ہے، اس کے لیے تسبیحیں کافی نہیں، وہ اپنے قوانین کا نفاذ بھی چاہتا ہے۔ اس کے لیے ایسے لوگ ہی سرمایہ اطمینان نہیں جو ایک طرف لوگوں کو کلمہ پڑھائیں اور دورے کریں۔ اور دوسری طرف سودی بنکوں سے سود بھی حاصل کریں، پردے کے بھی پرخچے اڑائیں، اسمگلنگ کو بھی روا رکھیں اور بھی جو چاہیں کریں۔ کلمہ سیدھا ہونا چاہیے۔

کسی کا یہ بتانا کہ یہ اسلام جو چاروں طرف سے زنجیروں میں بندھا پڑا ہے ــــ کچھ دشمنوں کی زنجیریں جو ہمارے اختیارات سے باہر ہیں، اور کچھ وہ زنجیریں جو خود ہم نے پہنا رکھی ہیں ــــ وہ زخمی ہے، کراہ رہا ہے۔ اسے تفرقہ بازوں اور اختلافی نقطے چھانٹنے والوں نے کچوکے دے دے کر بے حال کر رکھا ہے۔ اور پھر بتانا کہ اصلاً یہ حکومتوں کا مالک ہے، اس کے سر پر تاج ہونا چاہیے، اس کے پاؤں تخت پر ہونے چاہئیں، اس کا سکّہ رواں ہونا چاہیے ــــ اور اس کے لیے ہمیں اوّلاً اپنی اصلاح کرنی ہے۔ معاشرے کی تعمیرِ نو کا لمبا کام دھیرے دھیرے کرنا ہے، دنیا میں علمی و تحقیقی ذرائع سے اپنے حق میں رائے پیدا کرنی ہے، پھر کہیں جا کر ایک امکان پیدا ہوگا کہ حالات مختلف اطراف سے سازگار ہوں تو زخمی اسلام کی مرہم پٹی کر کے اور اس کی زنجیریں کھول کر اسے اٹھا کھڑا کیا جائے اور وہ اپنے مقامِ برتر کی طرف مارچ کرے۔ مولانا! آپ سے کس نے کہا کہ دین کا جامع اور بلند تصوّر رکھنے والے تھوڑے سے لوگ جو پائے جاتے ہیں وہ اپنی ذات سے اسلام کو دور رکھتے ہیں اور تلوار لے کر دوسروں کے سروں پر جا کھڑے ہوتے ہیں کہ پڑھو کلمہ؟ حضرتِ مہربان! وہ کسی دین و اعتقاد کے ریاست کی سطح تک پہنچنے کے طویل عمل کو بھی جانتے ہیں اور اس سلسلے میں سب سے پہلی ضرورت یہی تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں خود اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر اسلام کو نافذ کرنا ہے۔

یاد رکھیے کہ دین نام ہے انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی میں لانے کا!

آپ ذرا اپنے معتوب خادمانِ اسلام کی مشکل کا اندازہ اس لحاظ سے بھی کریں کہ ان کو زجر و توبیخ کرنے والے، طنز و تضحیک سے کام لینے والے اور کھلی کھلی مزاحمتوں اور مخالفتوں کی

سکیں ان کے سامنے کھڑی کرنے والے بہت ہیں۔ ان کی تین چوتھائی قوتیں تو ہمارے ناقدین اور مخالفوں کی زیادتیاں سہنے میں برباد ہو جاتی ہیں۔

درخواست ہے کہ اسلام کی غلط یا صحیح پیروی کرنے والوں کو چھوڑ کر لادینیت اور سوشلزم اور مغربی سامراج اور مسلم کش یہودیوں اور برصغیر میں پائے جانے والے مغرب پرستوں کی طرف ذرا زیادہ توجہ صرف کریں۔

غلغلہ بر زلزلہ | مؤلف: قاضی شمس الدین درویش - ناشر: دارالعلوم حنفیہ درکشا پی محلہ راولپنڈی۔ اچھی طباعت، دبیز ٹائیٹل - صفحات: ۴۸ - قیمت: ۵/ روپے

عنوان سے اندازہ ہوا کہ قدیم طرز کا مناظرانہ لٹریچر ہے اور خیال تھا کہ دو سطری تعارف کرا دیا جائے۔ مگر پڑھا تو اس تحریر کی اہمیت سامنے آئی۔ ہر چند کہ ان چند اوراق میں ایک مخالفانہ تحریر کا جواب دیتے ہوئے دیوبندی اور بریلوی اختلافات کا ذکر آیا ہے۔ مگر اس انداز سے کہ دونوں کے نقطۂ نظر میں کوئی حقیقی منافات نہیں۔ یعنی تطابق و توافق کا راستہ نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "تعارف" کے زیر عنوان قاری محمد امین لکھتے ہیں کہ "دیوبندی بریلوی نزاع سے خود اہل سنت ہی کو نقصان پہنچا ہے۔" (ص-۶) "حرفِ آغاز" کے صفحات میں مولانا شمس الدین صاحب نے انگریزی مساعی تفرقہ انگیزی پر ایک نگاہِ بازگشت ڈال کر یہ واضح کیا ہے کہ بدیسی سامراج کے استحکام کے لیے بطور خاص مسلمانوں میں مذہبی تفرقہ انگیزی کی اسکیم پر کام کیا گیا۔ مولانا نے عہد بہ عہد شائع ہونے والے بحث انگیز پمفلٹوں اور طوفان خیز کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ جو بطور خاص لکھوائی گئیں۔ اسی سلسلے میں مولانا نے لکھا ہے کہ مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" (شاہ اسمٰعیل شہید) "انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لیے کسی کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اُردو میں یہ کتاب لکھوائی ہے۔[1]" پھر رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے

---

[1] اس معاملے میں اتفاق کرنا مشکل ہے کہ تقویۃ الایمان شاہ صاحب نے نہیں لکھی اور اس کی اُردو گنواری اُردو ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی اور جعلی کتاب اس نام سے لکھوائی گئی ہو۔

تقویۃ الایمان کا انگریزی ترجمہ کروائے دور دراز تک پھیلا دیا۔" پھر مشرق وسطیٰ کے عیسائیوں نے اس کتاب کی شہرت کو چار دانگ عالم میں پہنچانے کے لیے مشہور عربی لغت المنجد طبع بیروت میں اس کتاب کا تذکرہ شائع کیا" (ص ۱۸) - مولانا زید ابوالحسن نے لکھا کہ "انگریزوں نے اس کتاب کو ہندوستان میں مفت بانٹا"۔ اس سلسلے میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا یہ بیان بھی درج ہے کہ "اس کتاب کی نسبت حضرت اسمٰعیل شہید کی طرف صحیح نہیں ہے"۔ (ص ۱۹) مؤلف نے بتایا کہ انگریزوں کی خفیہ اسکیم کے نتیجے میں (یہ الفاظ ہمارے ہیں) بیسویں صدی کے نصف تک مناظرانہ بحثوں سے متعلق ایک ہزار پمفلٹ شائع ہو چکے تھے۔ جن میں سے پانچ سو خود مولانا کے پاس موجود ہیں۔

اس پمفلٹ میں ایک صاحب کا "ارشد" کے نام سے ذکر ہے جن کی دھاندلیاں بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ علمائے دیوبند کی کتابوں اور تقویۃ الایمان سے عبارتیں اخذ کر کے قطع و برید کے ساتھ حوالے دیتے ہیں اور اس طرح فتنہ انگیزی کا سامان ہوتا ہے۔

عبارت اگرچہ بہت اچھی اور مؤثر ہے، مگر کہیں کہیں وہی مناظرانہ اسپرٹ کام کر جاتی ہے۔ مثلاً یہ فقرہ ملاحظہ ہو: "عامر (مراد عامر عثمانی مرحوم مدیر تجلی دیوبند) صاحب کا بے لاگ قلم حلال خور کا بے لاگ چھرا تھا، جو حلال و حرام دونوں پر یکساں چلتا تھا۔" کہیں کہیں طنز بھی ہے، مگر ادبیت کا رنگ جھلکتا ہے اور گہرا اتر جاتا ہے۔ مثلاً "ارشد صاحب کے ہاتھ کی صفائی" سے "ارشد صاحب کا ایک کانٹے دار پیرا" یا "ارشد صاحب کے معطر شگوفے"۔

خلاصہ یہ کہ پمفلٹ کا رُخ صلاح و فلاح کی طرف ہے۔

اسے پڑھ کر ضرورت محسوس ہوئی کہ کاش کہ کوئی مصنف یا اعلیٰ درجے کا طالب علم "انگریزوں کی تفرقہ انگیزی" پر (برِّ صغیر کے حوالے سے) تحقیقی مقالہ لکھے اور اس میں مناظرانہ لٹریچر اور مناظرانہ زبان و ادب کا جائزہ بھی لیا جائے۔ تاریخی مباحثوں اور مناظروں اور مباہلوں پر گفتگو ہو۔ اور بطور خاص قادیانیوں کا بھی ذکر آئے۔

تقاریر اجتماعِ عام | پیش کش: مولانا فتح محمد امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب (منصورہ، لاہور) ناشر: جماعتِ اسلامی صوبہ پنجاب۔ خوبصورت کاغذ و طباعت مع رنگین دبیز ٹائیٹل۔ صفحات: ۳۳۸ قیمت درج نہیں۔

یہ وہ تقاریر ہیں جو صوبہ پنجاب کی جماعتِ اسلامی کے اجتماعِ عام منعقدہ اپریل ۸۷ء میں منصورہ کے متصل کی گئیں۔ تقریباً ہمارے تمام ہی اکابر و عمائد اور دانشور احباب کی تقریریں جمع ہیں اور سب مختلف ضروری موضوعات پر ہیں، نیز سب کا اپنا اپنا انداز تنوع پیدا کرنے کا سبب ہے۔ ان تقریروں میں گرد و پیش کے احوال، دورِ رواں کی مجمل تاریخ اور اس کے ساتھ جماعتِ اسلامی کے افکار اور سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ غلطیاں حدِ اعتدال سے زیادہ رہ گئیں۔

اسلامی جنگ اور عالمی انقلاب | مصنف: رانا صابر نظامی۔ ناشر: ادارہ تفہیم الاسلام، قذافی مارکیٹ اُردو بازار، لاہور۔

رانا صاحب چمنستانِ قلم کے عندلیبانِ مشہور میں سے ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے اصل میں تو لکھی ہے اسلام کی دعوتِ جہاد پر جو ظلم و فساد سے ماری ہوئی دنیا کے لیے واحد ذریعۂ فوز و فلاح ہے۔ اس میں جہاد کے بہت سے احکام اور جہاد کا دوسرے مذاہب اور فلسفوں کے تصوّرِ جنگ سے موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ مگر رانا صاحب کی اس ضربتِ جہاد کا خاص ہدف نظامِ سرمایہ داری ہے اور اسی کے ساتھ دوسرا نشانہ کمیونزم بھی ہے۔ دیباچے میں انہوں نے اور بھی وضاحت کر کے بتا دیا ہے کہ "اسلامی جنگ" انسان کے حقِ حکمرانی کے خلاف ہے، نہ کہ حقوقِ انسانی کے خلاف! اسی طرح یہ ظلم و ستم کے خلاف ہے (ص ۸) دراصل وہ سرمایہ داری کو اسلامی انقلاب کی راہ میں شدید مزاحم پاتے ہیں۔ اس لیے اس کے خلاف بھی جہاد کو ضروری سمجھتے ہیں۔ البتہ ص ۹ پر دیا ہوا عنوان ۔" بوسوں کا سیاسی نعرہ ۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه" حقیقت کا ہم بھی نہیں۔ اسے "نعرہ" قرار دینا ہی اس کی عظمت کو کم کرتا ہے۔ وہ دراصل ایک کلمہ، ایک پیغام اور ایک دعوت ہے۔

اُمید ہے کہ کتاب کے قارئین مؤلف کی اچھی نیت کو ملحوظ رکھیں گے۔